المعتمد المستند

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا علیہ الرحمہ

حاشیہ المعتقد المنتقد

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ

مصنف: شاہ فضلِ رسول قادری بدایونی علیہ الرحمہ

مترجم

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ

مفتی محمد اختر رضا خاں قادری دامت برکاتہم العالیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

المعتقد المنتقد

سیف اللہ المسلول حضرت علامہ شاہ فضل رسول قادری عثمانی بدایونی رحمۃ اللہ علیہ

المعتمد المستند

امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ الحاج مفتی محمد اختر رضا خاں قادری برکاتی ازہری بریلوی مدظلہ العالی

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سلسلہ اشاعت نمبر 11

نام کتاب: المعتقد المنتقد

مصنف: علامہ شاہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمہ

حاشیہ: المعتمد المستند

محشی: اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمہ

مترجم: تاج الشریعہ مفتی اختر رضا خاں الازہری مدظلہ

تصحیح: مولانا مفتی محمد قاضی شہید عالم مدرس جامعہ نوریہ بریلی

ضخامت: 352

طبع اول: 1428ھ/2007ء
(المجمع الرضوی، بریلی، یوپی)

طبع دوم: 1428ھ/2007ء

تعداد: 1100

ناشر

مکتبہ برکات المدینہ

جامع مسجد بہار شریعت بہادر آباد کراچی

فون: 021-4219324

ای میل: barkatulmadina@yahoo.com

جانتے ہیں اور اس کی ذات ان لوازم وآثار سے کامل نہ ہوئی ۔ اس لئے کہ ذات لوازم و آثار کے لئے مثل مبدا ہے تو لازم آئے گا کہ ذات باری ممکن بالذات سے کمال حاصل کرے بلکہ ذات کا کمال مستلزم صفات ہے، اور عوارف المعارف میں ہے صوفیہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے صفات ثابت ہیں نہ اس معنی پر کہ وہ انکا محتاج ہے اور انکے ذریعہ فعل کرتا ہے بلکہ اس معنی پر کہ ان صفات ثابتہ کی ضد منتفی ہے اور یہ صفات قائم بذاتہ تعالیٰ ہیں اور یہ ایسا مسئلۂ نفیسہ ہے جس سے اصولی ساکت رہے اور بسا اوقات انکے کلام نے اس کے خلاف کا ایہام کیا اور اس کی وضاحت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس صفت موجودہ کی اس کے اثر کے تحقق میں حاجت نہیں بلکہ اگر وہ صفت موجود نہ ہوتی تو اثر بحالہ ہوتا ہاں یہ ہے کہ صفت کا وجود اکمل ہے کہ کمال ذات اس صفت کا مقتضی ہے اور حکیم کا یہ قول مدفوع ہے کہ ذات سے کمال ماسواء ذات کے ذریعہ کمال سے اعلیٰ ہے اس لئے کہ یہ قول استکمال کو (کمال حاصل کرنے کو) مستلزم ہے اور ظاہر ہوا کہ اہل سنت کا مذہب عقلا و نقلا بلند و بالا ہے مگر اس میں تعطیل صفت کا ایہام ہے اور اس ایہام کو یہ بات دفع کرتی ہے کہ صفت کا مجرد وجود فائدہ ہے اور اگر تسلیم کر لیا جائے تو تمام اسباب کی طرح آثار کے لئے سبب عادی ہونا چاہئے امام اشعری کے مذہب پر، تو اس صورت میں نہ استکمال ذات ہے (یعنی ذات کا صفات سے کمال حاصل کرنا) نہ تعطیل صفات ہے (صفات کا بے اثر ہونا) تو اس کو سمجھ لو اور اس کو یاد رکھو اس لئے کہ یہ تقریر گراں قدر ہے اور سیدی عبد الغنی نابلسی قدس سرہٗ القدسی نے حدیقۂ ندیہ شرح طریقۂ محمدیہ میں فرمایا، تاتارخانیہ میں ہے اس شخص کے بارے میں سوال ہوا جو یہ کہتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ عالم بذاتہ ہے (یعنی اس کی ذات ہی اس کا علم ہے) اور ہم یہ نہیں کہتے کہ علم اس کی صفت ہے، قادر بذاتہ ہے یعنی قدرت عین ذات ہے اور ہم یوں نہیں کہتے کہ قدرت اس کی صفت ہے اور یہ (قائلین) معتزلہ اور صفات باری کے منکر فلاسفہ ہیں۔ کیا ان کے کفر کا حکم ہوگا یا نہیں؟

(جواب میں) فرمایا ان پر کفر کا حکم ہے اس لئے کہ وہ اپنے اس قول سے صفات باری کے نافی ہیں اور جو صفات باری کی نفی کرے وہ کافر ہے اور حاصل یہ ہے کہ صفات باری

تعالیٰ کوعین ذات ماننے والے دوگروہ ہیں ایک حق پر ہے اور دوسرا باطل پر تو جو باطل پر ہیں وہ معتزلہ اور فلاسفہ ہیں جو اس بات پر ایمان نہیں رکھتے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے ایسی صفات ہیں جو عقلا اس کی ذات پر زائد ہیں بلکہ وہ صفات ان کے نزدیک عقلا عین ذات ہیں، اور جو حق پر ہیں وہ عرفاء میں اہل کمال ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ کے لئے صفات ہیں جو عین ذات ہیں اس امر واقعہ کے پیش نظر جو اس حال پر ہے، جس کا علم اللہ کے سواء کسی کو نہیں اور یہ صفات باعتبار نظر عقلی غیر ذات ہیں اور یہ عقیدہ خالص ایمان ہے جیسا کہ ہم نے اس کو تفصیل سے بیان کیا اور اس کی تحقیق اپنی کتاب "المطالب الوفیہ"۔ اھ میں کی۔

اور مسلم الثبوت اور اسکی شرح مصنفہ مولی بحر العلوم ملک العلماء قدس سرہٗ میں ہے۔ رہی بدعت غیر جلی جس میں کسی دلیل شرعی یقینی واضح کی مخالفت نہیں مثلاً صفات کے معانی زائد ہونے کی نفی، اس لئے کہ شریعت حقہ نے تو بس یہ خبر دی کہ اللہ تعالیٰ عالم، قادر ہے رہا یہ کہ وہ عالم، قادر ایسے علم وقدرت سے جو نفس ذات ہیں یا ایسی صفت سے جو قائم بالذات ہے تو شریعت اس کے بارے میں خاموش ہے تو یہ بدعت کسی ایسے امر کا انکار نہیں جو شریعت میں واقع ہے لہٰذا ایسے بدعتی کی گواہی اور روایت اتفاقاً مقبول ہوگی۔ اس لئے کہ یہ بدعت موجب فسق نہیں اس لئے کہ اس میں کسی امر شرعی کی مخالفت نہیں، لیکن اگر یہ بدعتی اپنے باطل مذہب کی طرف دعوت دے (تو شہادت و روایت مقبول نہ ہوگی) کہ باطل رائے کی طرف بلانے والا شرع کا کھلا دشمن ہے جھوٹ سے بچنے کے معاملہ میں وہ معتمد نہیں، انصاف کی آنکھ سے دیکھو کہ جب غیر جلی بدعت کی طرف بلانا، جھوٹ سے بچنے کے بارے میں آدمی سے امان کو اٹھا دیتا ہے تو بدرجۂ اولیٰ بدعت جلیہ اس امان کو اٹھا دے گی۔ اور بدعت جلیہ کا مرتکب بدعتی لامحالہ اپنی بدعت کی طرف بلائے گا اس کی گواہی اصلاً مقبول نہ ہوگی فافہم۔

اقول و باللہ التوفیق: اس مقام کی تحقیق اس طور پر جو مجھے ملک علام نے الہام فرمائی یہ ہے کہ صفت دو قسم ہے (۱) مفارقہ (۲) لازمہ، یا تو وجود کے لئے لازم ہوگی جس

حیثیت سے وجود غیر موجود ہے یا نفس ذات کو لازم ہوگی۔ یا تو اس طور پر کہ نفس ذات کی طرف مستند ہوگی یا مستند نہ ہوگی بلکہ ذات وصفت دونوں اپنے جاعل کی طرف مستند ہوں گی۔

اور صفت مفارقہ کی مغایرت ذات کے ساتھ ظاہر ہے اور کسی عاقل کے لئے یہ درست نہیں کہ صفت مفارقہ کے عین ذات ہونے کا وہم کرے اور اللہ سبحانہ وتعالی کی صفات بالا جماع اس سے منزہ ہیں اختلاف صرف کرامیہ کو ہے اور لوازم وجود جو لوازم ذات نہ ہوں ذات من حیث الذات ان سے عاری ہوتی ہے تو یہ یعنی لوازم وجود ذات سے مفارق ہیں اگر چہ مرتبہ تقرر میں اور اس کی گنجائش باری تعالی کی صفات میں نہیں۔ اس لئے کہ خدائے تعالی کا وجود بالا جماع بے نزاع عین ذات ہے اس لئے کہ وہ اس کی صفات نفسیہ میں سے ہے اور اختلاف صفات ذاتیہ میں ہے۔

اور لوازم ذات جب ایسے کمالات ہوں جو نفس ذات کی طرف مستند نہ ہوں تو غیر ذا ت سے کمال حاصل کرنے والے ہوں گے اور یہ بھی اللہ تعالی کے لئے محال ہیں تو اب اسکی صفات ذاتیہ چوتھی قسم سے ہی ہیں یہی خالص حق ہے تو ان صفات ذاتیہ کا وجود نہیں مگر وجود ذات سے اور ان صفات کا تقرر تقرر ذات میں پوشیدہ ہے اور ذات کو ان صفات سے خلو نہیں اور ذات کے علاوہ ان صفات کا کوئی مصداق نہیں (یعنی ایسا مفہوم جس سے وہ صفات صادق آتی ہیں اور وہی ان صفات کے (ذات پر) محمول ہونے کا منشاء ہے اور یہی معنی بعض کے قول ''کہ وہ مفہوم کے اعتبار سے نہ عین ذات ہیں اور مصداق کے اعتبار سے نہ غیر ذات ہیں کا ہے'' فرق عنوان ومعنون اور تعریف وذات معرف کی طرح نہیں ہے اس لئے کہ یہی ٹھیک ٹھیک عینیت (ذات وصفات) ہے اور یہ وہی ہے جو معتزلہ اور فلاسفہ نے گمان کیا مگر یہ کہ ان میں سے کچھ وہ ہیں جن کے کلام نے اس کے غیر کا ایہام کیا اور ان کے کلام سے بعض مقامات میں ذات کے صفات سے عاری ہونے کی بو آئی جیسا کہ نسیم الریاض سے اس کی نقل گذری۔

اور عجب یہ ہے کہ قائل فاضل نے اس پر تنبیہ کی پھر اسی خیال میں وہ پڑ گئے اس لئے کہ انہوں نے فرمایا کہ اگر صفت موجود نہ ہو تو اثر بحالہ رہے گا اور کیسے ذات کا اپنے لوازم